تربیت اولاد، خطبات نبوی ﷺ کی روشنی میں

Upbringing of Children in The Light Of Prophet (PBUH) Sermons

Tahira Sarwar
PhD Scholar, Department of Islamic Thought, UMT Lahore:
ahmadst41@gmail.com

Dr. Abdul Rehman Khalid Madni
Associate Professor, Department of Islamic Thought, UMT Lahore:
khalid.madni@umt.edu.pk

ABSTRACT

Ashumansare the best creatures of the universe, they have been assigned many duties. The most important of these is the upbringing of their children. On the Day of Judgment, Allah, the Exalted, will ask the children about their parents before asking them about their parents. Because just as parents have a right over their children, so do children have a right over their parents. Our Prophetﷺ has laid emphasis in his many teachings that parents should bring up their children with sheer responsibility. He preached for teaching manners of cleanliness, eating, talking, dealing with others and upholding high values like truth, honesty, wisdom, seeking knowledge and many others specified for good Muslims. Therefore, parents have a great responsibility to teach their children well, to inculcate moral values in their hearts and minds, to teach them truth, honesty, perseverance, selflessness, habit of helping people around, respecting elders, treating guests with respect, being kind to neighbors, and treating others with love. Efforts should also be made towards the psychological training of children also. When a child becomes wise and prudent, at the same time he should be trained in courage, boldness, truthfulness, and bravery. Let it be known and realized that the child should choose goodness and kindness for others, control his anger, which means that he should be trained to be adorned with social and moral virtues. Things that are forbidden in Islam must be kept away from him. When he develops such tendency from his childhood, he will not turn to any religion other than Islam. If children are nourished in a healthy, peaceful, and pleasant atmosphere, they grow up as contributing and giving members of

the community. If they learn the values of Islam; the truth, peace, patience, softness, respect, and love for others they become good Muslims and benefit not only their parents but the society at large. Any ignorance in this regard will result in a chaos. So take good care of your children. Fulfill the responsibility that Allah Almighty has entrusted to you-

Keywords: Islam, Prophet, Muslims,Teachings, Children, Upholding.

اس دنیا میں انسان کا جس سے بھی کوئی رشتہ ناتا ہے، اس پر اس کے کچھ نہ کچھ حقوق ضرور ہوتے ہیں۔ کچھ لوگ تو حقوق مانگ کر لے لیتے ہیں، لیکن کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جو مانگنے کی طاقت نہیں رکھتے، انہیں حقوق خود دینے پڑتے ہیں۔ بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو اس کی پیدائش کے ساتھ ہی اس کے والدین پر کچھ حقوق عائد ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ وہ خود نہیں مانگ سکتا۔

انسان چونکہ اشرف المخلوقات ہے اس لیے اسے بہت سے فرائض سونپے گئے ہیں۔ ان میں اولاد کی تربیت سب سے اہم فریضہ ہے۔ اللہ رب العزت قیامت کے دن اولاد سے والدین کے متعلق سوال کرنے سے پہلے والدین سے اولاد کے متعلق سوال کرے گا۔ کیونکہ جس طرح والدین کا اولاد پر حق ہے، اسی طرح اولاد کا والدین پر حق ہے۔

اولاد کی اچھی تربیت میں کوتاہی کے بہت سنگین نتائج سامنے آتے ہیں۔ شیر خوارگی سے لڑکپن اور جوانی کے مراحل میں اسے مکمل راہنمائی اور تربیت درکار ہوتی ہے۔ اس تربیت کا آغاز والدین کی اپنی ذات سے ہوتا ہے۔ اولاد کے لیے پاک اور حلال غذا کی فراہمی والدین کے ذمے ہے۔ یہ تب ہی ممکن ہے جب وہ رزق حلال کمائیں۔ والدین جھوٹ بولنے کے عادی ہیں تو بچہ بھی جھوٹ بولے گا۔ والدین کی خرابیاں نہ صرف ظاہری طور پر بچے کی شخصیت پر اثر انداز ہوتی ہیں بلکہ باطنی طور پر بھی یہ خرابیاں اس کے اندر رچ بس جاتی ہیں۔ والدین کے جسم میں گردش کرنے والے خون میں اگر حرام، جھوٹ، فریب، حسد اور دوسری خرابیوں کے جراثیم موجود ہیں تو یہ جراثیم بچے کو بھی وراثت میں ملیں گے۔ جس خرابی کا بیج آج ہم اپنی ذات میں بو رہے ہیں، بچہ کل اسی کی فصل کاٹے گا۔

بیشتر والدین کو اس بات کا فہم اور ادراک ہی نہیں کہ بچے کی پرورش اور تربیت کے سلسلے میں ان پر کیا حقوق عائد ہوتے ہیں۔ اگر وہ ان حقوق پر پورا نہیں اترتے تو انہیں دنیا اور آخرت میں کن بھیانک نتائج سے دوچار ہونا پڑے گا۔ اس کی وجہ لاعلمی بھی ہو سکتی ہے اور دینی تعلیمات سے دوری بھی۔ وجہ جو بھی ہے والدین کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اولاد کی تربیت کے حوالے سے ان کے حقوق کو پہچانیں تاکہ دنیا و آخرت میں سرخروئی حاصل ہو۔ اور رب العزت کی بارگاہ میں معتوب ہونے سے بچ جائیں۔

جس طرح والدین کے اولاد پر حقوق ہیں۔ اسی طرح اولاد کے کچھ حقوق والدین پر بھی ہیں۔ دوسرے مذاہب نے ماں باپ کے حقوق کی نشان دہی تو کی ہے، لیکن اولاد کے حقوق کے معاملے میں کچھ نہیں کہا۔ اسلام کو چونکہ ہر طبقے کے افراد کی کارکردگی کی اصلاح کرنا اور معاشرے میں اعتدال قائم کرنا تھا، لہٰذا اس میں اولاد کے متعلق بھی والدین کو پابند کیا گیا۔ اور اس کی بنیاد سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی وہ حدیث ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لیسا منا من لم یرحم صغیرنا ولم یؤقر کبیرنا)) [1]

جو ہمارے چھوٹوں پر شفقت نہ کرے اور بڑوں کی عزت نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔"

نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد مبارک چھوٹوں اور بڑوں کے آپس کے حقوق کی بنیاد ہے۔ اس تعلیم کے ذریعے سے اسلام نے ماتحت، افسروں، ملازموں، آقاؤں، بزرگوں اور عزیزوں وغیرہ میں باہم ربط وضوابط کی شان دار عمارت قائم کی ہے۔

اسلام سے پہلے والدین کی سنگ دلی اور اسلام کی تعلیم:

اسلام سے پہلے اہل عرب اپنی لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے، ہندو بھی اپنی لڑکیوں کو قتل کر دیتے تھے، بیواؤں کو خودکشی کرنے پر مجبور کیا جاتا تھا، اس کو ستی کی رسم کہا جاتا ہے۔ اسلام نے ان تمام رسموں کو ختم کر دیا، اولاد کو مار ڈالنے کی بجائے ان کی حفاظت کا حکم دیا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

(ولا تقتلوا اولادکم من املاق نحن نرزقکم وایّا ھم) [2]

"اور اپنی اولادوں کو تنگ دستی کے ڈر سے قتل نہ کرو، ہم ہی تمہیں اور انہیں رزق دیتے ہیں۔"

مطلب یہ کہ والدین کا اولاد پر پہلا حق یہ ہے کہ وہ ان کی حفاظت کریں، اور اس پہلے حق میں یہ شامل ہے کہ مائیں اپنے بچوں کو دودھ پلائیں، کیونکہ اسی دودھ سے ان کی نشو نما ہو گی، ان کے اندر قوت وتوانائی آئے گی اور یوں ان کی حفاظت ہو گی۔ اگر ماں کسی وجہ سے بچے کو دودھ نہیں پلا سکتی تو اسلام نے یہ اجازت دی ہے کہ والدہ کے علاوہ دوسری عورت بچے کو دودھ پلا دے، اسے رضاعی ماں کہتے ہیں اسلام میں رضاعی ماں کا درجہ بھی قریباً حقیقی ماں کے برابر ہے، مقصد تو معیّنہ مدت تک دودھ پلانا ہے تاکہ اس کی نشو نما مناسب طور پر ہو۔ والد پر فرض یہ ہے کہ بچے اور اس کی والدہ کی کفالت کرے۔ ان کے اخراجات برداشت کرے۔

علاوہ ازیں والدین پر یہ بھی فرض ہے کہ اولاد کو محبت اور شفقت سے پالیں اور مناسب پرورش کریں، سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((من لا یرحم لا یُرحم)) [3]

"جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا"

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دیہاتی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور پوچھا: کیا آپ بچوں کو چومتے ہیں؟ ہم تو ان کو نہیں چومتے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((او املک لک ان نزع الله من قلبک الرحمة)) (4)

"اگر اللہ نے تیرے دل سے رحمت کو نکال لیا ہے تو میں تیرے لیے کیا کر سکتا ہوں۔"

والدین پر اولاد کا ایک حق یہ بھی ہے کہ اپنی اولاد کے درمیان تفریق نہ کریں کیونکہ نبی کریم ﷺ نے اولاد کے درمیان مساوات قائم کرنے کا حکم دیا ہے، جیسا کہ ایک صحابی نے اپنے بیٹوں میں سے کسی ایک کو غلام ہبہ کیا۔ وہ چاہتے تھے کہ اس بات پر نبی کریم ﷺ گواہ ہوں۔ آپ ﷺ نے ان سے پوچھا: "کیا تم نے اپنے ہر بیٹے کو ایک ایک غلام ہبہ کیا ہے؟" انہوں نے عرض کیا: جی نہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((لا ا شهد على جور)) (5)

"میں ایسے ظالمانہ عطیے پر گواہ نہیں بنوں گا۔"

ہمارے ہاں بعض والدین یہ کرتے ہیں کہ کسی ایک لڑکے کے زیر اثر ہونے کی وجہ سے یا اس کی خدمت سے متاثر ہو کر اپنی جائیداد اپنی زندگی ہی میں اس کے نام کر دیتے ہیں۔ ایسا کرنا معلم انسانیت ﷺ کی تعلیمات کے خلاف ہے۔ لڑکا ماں باپ کی خدمت کرتا ہے تو اپنا فرض ادا کرتا ہے، اس فرض کی ادائیگی کی صلے میں وہ جنت کا حق دار بنتا ہے، لیکن والدین کے لیے مناسب نہیں کہ عدل و انصاف کا پہلو ہاتھ سے جانے دیں اور کم خدمت کرنے والی یا نالائق اولاد کو جائیداد سے محروم کر دیں۔ ان کی یہ محرومی کیا کم ہے کہ والدین انہیں پسند نہیں کرتے۔ ماں باپ اور اساتذہ اگر بچوں میں مساوات برقرار نہیں رکھیں گے، ایک کو دوسرے پر ترجیح دیں گے، تو اس سے بچے نفسیاتی مریض بنیں گے۔ ترجیحی سلوک حد درجہ خطرناک ہے، کیونکہ یکساں سلوک نہ کرنے سے نفرت جنم لیتی ہے۔ بچوں میں لینے دینے کے معاملے میں مساوات اور برابری کرنے کی بڑی تاکید ہے۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اعدلوا بين ا بنا ءكم ، ا عدلوا بين ابنا ءكم)) (6)

"اپنی اولاد کے درمیان عدل کرو۔ اپنی اولاد کے درمیان عدل کرو۔"

ایک دوسری روایت میں آپ ﷺ نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کے والد سے فرمایا:

((فا تّقوا الله و اعدلوا بين اولا دكم)) (7)

اولاد کا ایک حق یہ ہے کہ والدین ان کی رزق حلال سے پرورش کریں، مائیں بھی یہ خیال رکھیں کہ ایام حمل اور دودھ پلانے کے دنوں میں بھی بچے کی پرورش حرام مال سے نہ ہو یعنی ماں باپ حلال لقمہ ہی کھائیں، ورنہ بچہ بڑا ہو کر حلال اور حرام میں تمیز نہیں کر سکے گا۔ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ چھوٹے سے تھے، تو انہوں نے صدقے کی ایک کھجور اٹھا کر منہ میں ڈال لی۔ نبی کریم ﷺ نے منہ میں انگلی ڈال کر فوراً اگلوا دی اور آپ ﷺ نے اس وقت فرمایا: "صدقہ آل محمد ﷺ پر حرام ہے۔"[8]

اولاد کا ایک حق یہ بھی ہے کہ والدین انہیں اچھی تعلیم دلائیں۔ اولاد سے محبت کا جذبہ تو انسانوں کے ساتھ ساتھ حیوانات میں بھی ہے۔ گائے، بھینس، بکری اور جملہ حیوان بھی اپنے بچوں کو دودھ پلاتے ہیں۔ انہیں فرط محبت سے چومتے ہیں، ان کی جدائی محسوس کرتے ہیں۔ ان کا بچہ مر جائے تو غم کی شدت سے دودھ دینا بند کر دیتے ہیں۔ ان کے بچے جب تک چلنے پھرنے کے قابل نہ ہو جائیں، ان کی دیکھ بھال میں لگے رہتے ہیں۔ یہ فطری جذبہ حیوانات اور انسانوں میں مشترک ہے۔ انسان اشرف المخلوقات ہے، اسے بہت سے اعلیٰ فرائض سونپے گئے ہیں، ان میں اولاد کی تعلیم وتربیت بھی شامل ہے۔ جس نے اپنی اولاد کی اچھی تربیت کرنے میں کوتاہی کی اور اس کو نظر انداز کر دیا تو اس نے بہت بڑی غلطی کی، کیونکہ اولاد میں اکثر فساد والدین ہی کی طرف سے آتا ہے۔ ایسی اولاد نہ تو اپنے آپ کو فائدہ دے سکے گی اور نہ اپنے والدین کے لیے خیر کا ذریعہ ثابت ہو گی۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((طلب العلم فريضة على كل مسلم)) [9]

"علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔" اسی لیے والدین پر فرض ہے کہ وہ خود بھی علم حاصل کریں اور اپنی اولاد کو بھی علم کی دولت سے مالا مال کریں۔ والدہ کی گود بچے کے لیے پہلی اور بہترین درس گاہ ہے، حقیقت میں انسان کی سیرت ماں کی گود میں بنتی اور سنورتی ہے، کیونکہ بچے کا سب سے زیادہ رابطہ ماں کے ساتھ ہوتا ہے، لہذا والدہ ہی بچے کو ابتدائی تعلیم دے تاکہ اسے دین فطرت یعنی اسلام کی خوبیوں کا علم ہو اور اس کی زندگی اسلام کے سانچے میں ڈھل سکے۔ اس کے علاوہ بچے کو سائنسی تعلیم کی ترغیب بھی دی جائے، کیونکہ سائنسی علوم کو حاصل کرنے سے انسان کارخانۂ قدرت میں اس کے قوانین سے آگاہ ہو گا اور اللہ کے احکام کے مطابق کائنات کی تسخیر کا فریضہ انجام دے سکے اور اس طرح حقیقی معنوں میں خلیفہ ہونے کا خود کو حق دار ٹھہرا سکے گا۔

اولاد کا اہم حق ہے اخلاق کی تربیت۔ اسلام میں صرف ذاتی نجات کافی نہیں۔ اسلام یہ ذمہ داری ہر شخص کے سپرد کرتا ہے کہ وہ دوسروں کی نجات کا بھی بندوبست کرے۔ خاندان کے سربراہ کا یہ فرض ہے کہ وہ اہل وعیال کی ایسی

تربیت کرے کہ وہ اللہ کی عظمت کے قائل ہوں، اللہ کے احکام کو مانیں اور آخرت کی فکر کریں۔ دنیاوی خوش حالی کے علاوہ ابدی زندگی میں سرخروئی کا خیال کریں۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

(یآ یھا الذین اٰ منو ا قوا انفسکم و اھلیکم نا راً و قود ھا النا س و الحجا رۃ) [10]

"اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔"

نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((مر و ا اولادکم با لصلا ۃ و ھم ابنا ء سبع سنین و اضر بوھم علیھا و ھم ابنا ء عشر سنین ، و فرقوا بینھم فی المضا جع)) [11]

"اپنی اولاد کو جب وہ سات سال کے ہو جائیں نماز پڑھنے کا حکم دو، اور جب وہ دس سال کے ہو جائیں تو نماز (نہ پڑھنے) پر انہیں ماریں اور انہیں الگ الگ سلایا کرو۔"

نبی کریم ﷺ کے اس ارشاد گرامی کے پیش نظر والدین کو چاہیے کہ وہ اپنے بچوں کو سات سال کی عمر تک نماز اور اخلاق کے بنیادی اصول سکھا دیں۔ عام طور پر والدین کی تربیت کا اثر ان کی اولاد میں ضرور ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر نبی کریم ﷺ کی صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنھا کی شخصیت سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کی کس قدر بے مثال تربیت کی تھی۔

فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنھا سب عورتوں سے بڑھ کر دانا تھیں۔ آپ کے بات کرنے کا انداز، حسن اخلاق، وقار اور متانت میں نبی کریم ﷺ کی سیرت کا عکس جھلکتا تھا۔ اسی طرح سیدنا علی، سیدنا حسین رضی اللہ عنھما بھی نبی کریم ﷺ کے تربیت یافتہ تھے، ان کی زندگیاں اسلامی اخلاق کا اعلیٰ نمونہ تھیں۔

اچھا نام تجویز کرنا:

بچے کے اس دنیا میں آجانے کے بعد والدین کی ذمہ داری ہے کہ اس کا اچھا سا نام تجویز کریں۔ اچھے نام رکھنے سے مراد ایسے نام ہیں جن میں عبدیت (اللہ کا بندہ ہونے) کا اظہار ہو۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((انّ ا حب اسما ءکم ا لی اللہ عبد اللہ و عبد الرحمٰن)) [12]

"تمہارے ناموں میں سے اللہ کو سب سے زیادہ محبوب نام عبد اللہ اور عبد الرحمٰن ہیں۔"

نیک لوگوں کے ناموں پر نام رکھنا، جیسے انبیاءؑ، صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اور دیگر صلحاء وزہاد کے ناموں میں سے کوئی نام رکھ لیا جائے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((ولد لی اللیلة غلا م ، فسمیته با سم ابی ابرا هیم)) [13]

"رات میرے ہاں بیٹا پیدا ہے اور میں نے اس کا نام اپنے باپ ابراہیم کے نام پر رکھا ہے۔"

شعور آجانے کے بعد سب سے پہلے بچے کو حلال اور حرام کے احکام سکھانے چاہییں۔ جن چیزوں کا حکم دیا گیا ہے، اپنی اولاد کو ان پر عمل کرنے اور جن چیزوں سے روکا گیا ہے ان سے بچنے کا حکم دو، اس لیے کہ یہ تمہارے اور ان کے لیے آگ سے بچنے کا ذریعہ ہیں۔ اور بچوں کو عبادت کا عادی بنایا جائے۔

کوشش کے ساتھ اللہ سے دعا کرنا:

اچھی تربیت کے ساتھ ساتھ والدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی اولاد کے لیے کثرت سے دعائیں کریں، کیونکہ ان کی دعاؤں میں اللہ رب العزت نے قبولیت کی تاثیر رکھی ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((ثلا ث دعوات یستجاب لهن لا شک فیهن : دعوة المظلوم ، و دعوة المسا فر ، و دعوة الولد لو لد ه)) [14]

"تین دعاؤں کی قبولیت میں کوئی شک نہیں ہے: مظلوم کی دعا، مسافر کی دعا اور اولاد کے لیے والد کی دعا۔"

ان دعاؤں میں والدین کو چاہیے کہ صرف دنیا ہی کو پیش نظر نہ رکھیں بلکہ دنیا کے ساتھ ساتھ اپنی اولاد کی آخرت کی بھی فکر کریں، جو کہ درحقیقت ہمیشہ کا مقام ہے۔ کیونکہ بچہ فطرت توحید اور اللہ پر ایمان کی حالت میں پیدا ہوتا ہے۔ اس میں اس وقت کوئی برائی نہیں ہوتی، اس کے بعد اگر گھر میں اچھی اور عمدہ تربیت اور معاشرے میں اچھے نیک ساتھی اور اسلامی ماحول میسر آجائے تو بلاشبہ یہ بچہ پختہ ایمان والا بن جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

((کل مو لو دیو لد علی الفطر ة فأ بو اه یهو دانه او ینصر انه او یمجسا نه)) [15]

"ہر بچہ فطرت سلیمہ پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے والدین اسے یہودی بنا دیتے ہیں یا عیسائی بنا دیتے ہیں یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔"

غور طلب بات ہے کہ بعض والدین اپنے بچوں کو غیر مسلموں کے سکولوں اور مشنری اداروں میں تعلیم دلواتے ہیں ، وہاں بچے عیسائی اساتذہ سے تعلیم و تربیت حاصل کرتے ہیں، وہ وہاں عیسائیت کے اثر کو قبول کریں گے یا نہیں ؟ دوسری طرف اگر ہم انہیں اچھے دینی ادارے میں تعلیم دلوائیں، جہاں دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ دنیاوی علوم کی تعلیم بھی دی جاتی ہے، تو وہاں اسے قرآن و حدیث کا علم ساتھ ساتھ ملے گا اور اس کی فطرت میں اسلام ہی رچ بس سکے گا۔۔۔نہ کہ عیسائیت اور مجوسیت۔

اخلاق و کردار کی اصلاح:

اخلاق اور کردار کے اعتبار سے بچے کی تربیت نہایت ضروری ہے۔ جس طرح بھلائی کی باتیں سکھلانا والدین کی ذمہ داری ہے اسی طرح برے کاموں اور برے لوگوں سے متنبہ کرنا بھی والدین اور بڑوں کی ذمہ داری ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنھا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے اندر آنے کی اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((اءذنوا له ، بءس العشيرة ، او ابن العشيرة)) فلما دخل الان له الكلام ، قلت يا رسول الله ، قلت الذى قلت ثم النت له الكلام ؟ قال : ((اى عائشة ! ان شر الناس من تركه الناس ، او ودعه الناس اتقاء فحشه)) (16)

"اسے اجازت دو فلاں قبیلے کا یہ برا آدمی ہے۔" جب وہ شخص اندر آیا تو آپ ﷺ نے اس کے ساتھ بڑی نرمی سے گفتگو کی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنھا کہتی ہیں (اس کے چلے جانے کے بعد) میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ نے تو اس کے متعلق اس اس طرح کہا تھا، اور پھر اس کے ساتھ نرم گفتگو کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: عائشہ! وہ آدمی بد ترین ہے جسے اس کی بدکلامی کے ڈر سے لوگ چھوڑ دیں۔"

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز میں نبی کریم ﷺ کے پیچھے سواری پر سوار تھا، آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

((يا غلام ! انى اعلمک كلمات احفظ الله يحفظک ، احفظ الله تجده تجاهک ، اذا سالت فاسال الله ، واذا استعنت فاستعن بالله ، واعلم ان الامة لو جتمعت على ان ينفعوک بشىء لم ينفعوک الا بشىء قد كتبه الله لک ، وان اجتمعوا على ان يضروک بشىء لم يضروک الا بشىء قد كتبه الله عليک ، رفعت الاقلام وجفت الصحف)) (17)

"اے صاحب زادے! میں تمہیں چند باتیں بتاتا ہوں، تم اللہ (کے حقوق) کی حفاظت کرو، اللہ تمہاری حفاظت کرے گا۔ تم اللہ (کے حقوق) کا خیال رکھو اللہ کو اپنے سامنے پاؤ گے، اور جب مانگو تو صرف اللہ ہی سے مانگو، اور جب مدد طلب کرو تو اللہ ہی سے مدد طلب کرو، اس بات کو جان لو کہ اگر تمام مخلوق بھی تمہیں فائدہ پہنچانا چاہے تو تمہیں اتنا ہی فائدہ پہنچا سکتی ہے جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے اور اگر سب مل کر بھی تمہیں نقصان پہنچانا چاہیں تو تمہیں اتنا ہی نقصان پہنچا سکتے ہیں جتنا اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے۔ قلم اٹھا لیے گئے اور صحیفے خشک ہو گئے۔"

والدین پر یہ بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اولاد کو خیر سکھائیں، اخلاق کی بنیادی باتیں ان کے دل و دماغ میں راسخ کریں، بچپن ہی سے انہیں سچائی، امانت، استقامت، ایثار، پریشانیوں میں گھرے لوگوں کی مدد، بڑوں کا احترام، مہمانوں کا اکرام، پڑوسیوں کے ساتھ احسان اور دوسروں کے ساتھ محبت سے پیش آنے کا عادی بنائیں۔ تربیت دینے والے حضرات اس بات کے بھی ذمہ دار ہیں کہ بچوں کی زبان کو گالی گلوچ، برا کہنے، گندے کلمات ادا کرنے اور اس طرح کی تمام چیزوں سے دور رکھیں۔ کیونکہ یہ چیزیں اخلاق کی خرابی کا سبب بنتی ہیں اس لیے بچوں میں انسانی احساسات کا شعور بیدار کریں، مثلاً یتیموں کے ساتھ احسان کرنا، فقراء کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، بیواؤں اور مسکینوں پر شفقت کرنا، ان سے ہمدردی کرنا وغیرہ۔

بچوں میں عام طور پر پائی جانے والی چار بری عادات، جیسے جھوٹ کی عادت، چوری کی عادت، گالی گلوچ کی عادت اور بے راہ روی اور آزادی کی عادت۔ اسلام کی نظر میں جھوٹ سب سے بری خصلت ہے، تربیت کرنے والے تمام ذمے داروں کو چاہیے کہ اس بات کا خاص خیال رکھیں اور اس سلسلے میں خوب محنت کریں۔ بچوں کو اس سے ہر ممکن طریقے سے باز رکھیں، جھوٹ سے نفرت ان کے دلوں میں پختہ کر دیں۔ کیونکہ جھوٹ کو نفاق کی خصلتوں میں شمار کیا گیا ہے۔ سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اربع من کن فیه کا ن منا فقاء او کا نت فیه خصلة من اربع کا نت فیه خصلة من النفا ق حتیٰ ید عها : اذا حدث کذب ، و اذا وعد اخلف ، و اذا عهد غدر، و اذا خصم فجر)) [18]

"یعنی جس شخص میں چار باتیں ہوں گی، وہ خالص منافق ہو گا، جس میں ان میں سے ایک خصلت ہو گی، اس میں نفاق کی ایک خصلت ہو گی، جب تک وہ اس کو چھوڑ نہیں دے گا: جب گفتگو کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے، جب معاہدہ کرے تو عہد شکنی کرے، جب جھگڑے تو گالی گلوچ پر اتر آئے۔"

آپ ﷺ کے اس خطاب سے جھوٹ کی قباحت ثابت ہوتی ہے، جھوٹ بولنے والا اللہ کی ناراضی اور نفرت میں گرفتار رہتا ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((ثلا ثة لا يكلمهم الله يو م القيا مة ، ولا يز كيهم ، و لا ينظر ا ليهم ، و لهم عذا ب اليم : شيخ زان ، و ملک كّذاب، و عا ئل مستكبر)) [19]

"تین آدمی ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن گفتگو کرے گا، نہ ان کو گناہوں سے پاک کرے گا، اور نہ ان کی طرف (نظر رحمت سے) دیکھے گا، اور ان کے لیے دردناک عذاب ہو گا: بوڑھا زانی، جھوٹ بولنے والا بادشاہ، اور مغرور فقیر۔"

جو شخص جھوٹ کا عادی بن جاتا ہے، وہ اللہ کے ہاں جھوٹوں میں لکھ دیا جاتا ہے۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((و ايّا كم و الكذب ، فا نّ الكذب يهدى الى الفجور ، و انّ الفجور يهدى الى النار و ما يزال الر جل يكذب و يتحّر الكذب ، حتىٰ يكتب عند الله كذّ باً)) [20]

"جھوٹ سے بچو، اس لیے کہ جھوٹ برائیوں کی طرف لے جاتا ہے اور برائیاں جہنم کی طرف لے جاتی ہیں، اور انسان جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ بولنے کی کوشش کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔"

جھوٹ کے علاوہ بچوں کو عام طور پر چوری کی عادت ہو جاتی ہے۔ یہ عادت بھی جھوٹ سے کچھ کم خطرناک نہیں۔ اس سلسلے میں اگر بچپن ہی سے بچے میں اللہ کا خوف اور اس کے وجود کا یقین بٹھا دیا جائے تو بلاشبہ وہ چوری، دھوکا بازی اور خیانت جیسے جرائم سے محفوظ رہے گا۔ اس لیے والدین اور تربیت کرنے والے حضرات پر یہ فرض ہے کہ وہ بچوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کے وجود کا یقین پیدا کریں، اس طرح ان میں اللہ کا خوف پیدا ہو گا۔ چوری کے برے اور خطرناک نتائج سے انہیں آگاہ کریں۔ خیانت کے برے انجام سے ڈرائیں اور صاف صاف کھول کر بتا دیں کہ روز قیامت ایسے لوگوں کا انجام کیا ہو گا۔ بچوں کے پاس کوئی رقم یا قیمتی چیز نظر آئے تو ان سے فوراً پوچھیں، وہ یہ کہاں سے لائے ہیں۔ جو والدین یہ پوچھنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے، وہ اپنے بچوں کو چوری کا عادی بنانے میں تعاون کرتے ہیں۔

اس کے علاوہ گالی گلوچ سے روکنا بھی نہایت ضروری ہے اور اس کے لیے ضروری ہے کہ گھر کے افراد مطلقاً کسی کو گا لی نہ دیں۔ تربیت کرنے والے حضرات بچے کو گلی کوچے میں آزاد نہ چھوڑیں، ورنہ وہ برے ساتھیوں کے ساتھ رہے گا اور گالیاں ہی نہیں اور بھی بہت بری باتیں سیکھ لے گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((لیس المؤمن بالطعان ولا اللعان ، ولا الفاحش ولا البذی)) (21)

"مومن طعنہ دینے والا ہوتا ہے، نہ لعن طعن کرنے والا، فحش گو ہوتا ہے اور نہ گندی بے ہودہ باتیں کرنے والا۔"

بے راہ روی اور آزادی کی عادت:

ہمارے معاشرے میں بے راہ روی اور آزادی نے بہت بگاڑ پیدا کیا ہے۔ بچوں کو آزاد چھوڑ دینا، انہیں کچھ نہ کہنا، نہ کسی چیز سے ان کو روکنا، ہمارے اس رویے نے اولاد کو شتر بے مہار بھی بنا دیا ہے اور ہماری اسلامی اقدار و روایات سے بیگانہ اور متنفر بھی۔ ہمارا یہی رویہ بچیوں کے ساتھ بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہماری بچیوں نے پردے کو خیر باد کہ دیا ہے، حالانکہ بے پردگی نہایت خطرناک ہے۔ اسلام نامحرموں کو دیکھنے کی اجازت نہیں دیتا۔ والدین کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ جہاں گھر کے اندر بچے کی صحیح تربیت کریں، وہاں اس بات کا بھی خیال رکھیں کہ بچہ باہر کی غلط صحبت سے بھی محفوظ رہے، ورنہ شدید خدشہ ہے کہ بیرونی غلط صحبت اس کی تعلیم و تربیت کو بھی بے اثر کر دے۔ اچھی اور بری صحبت کی تاثیر کو نبی کریم ﷺ نے اپنے فرمان میں یوں بیان کیا ہے:

((مثل الجلیس الصالح والجلیس السّوء کمثل صاحب المسک و کیر الحدّاد ، لا یعدمک من صاحب المسک ، اماّ تشتریه او تجد ریحه ، و کیر الحدّاد یحرق بیتک او ثوبک ، او تجد منه ریحاً خبیثة)) (22)

"نیک اور برے ہم نشین (ساتھی) کی مثال عطر فروش اور لوہار کی بھٹی کی سی ہے۔ عطر فروش کے پاس بیٹھنے سے یا تو اس سے عطر خرید لے گا یا اس کی خوشبو سے اپنے دماغ کو معطر کر لے گا، اور لوہار کی بھٹی یا تو تیرے گھر یا تیرے کپڑے کو جلا دے گی یا اس کی بدبو سے تیرا دماغ متعفن ہو جائے گا۔"

جو والدین اپنے بچوں کو برے دوستوں اور بدکرداروں سے ملنے کی کھلی چھٹی دے دیتے ہیں تو ان کے بچے نہ صرف برے لوگوں کے اخلاق سے متاثر ہوتے ہیں بلکہ وہ بھی انھی کے رنگ میں رنگے بھی جاتے ہیں۔ اسی طرح جو والدین اپنے بچوں کو فلمیں اور ڈرامے دیکھنے کی اجازت دیتے ہیں، تو وہ گویا اپنی اولاد کو تباہی کے گڑھے میں دھکیل دیتے ہیں۔ بری صحبت سے بچانے کے ساتھ ساتھ اخلاق کو بگاڑنے والے لٹریچر سے بھی بچوں کو دور رکھنا چاہیے۔ والدین کے

لیے یہ احتیاط بھی ضروری ہے کہ بچوں کے سکول جانے اور سکول آنے کی نگرانی رکھیں، ورنہ بچے بے توجہی سے فائدہ اٹھائیں گے اور گناہ کی جگہ وقت گزاریں گے۔ والدین کو چاہیے کہ وہ ان کی کتابوں کی الماری کو بھی چیک کرتے رہیں، کہیں وہ کتابوں میں عریاں تصاویر تو چھپا کر نہیں رکھتے یا اخلاق کو خراب کرنے والے رسائل کا مطالعہ تو نہیں کرتے۔ تربیت کرنے والے سرپرستوں کے سامنے نبی اکرم ﷺ کا فرمان پیش نظر ہے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا:

((انّی بعثت لا تمم حسن الا خلا ق)) (23)

"مجھے اس لیے بھیجا گیا ہے کہ میں علیٰ ترین اخلاق کی تکمیل کروں۔"

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((ما شیی ء ا ثقل فی میزان المؤ من یوم القیا مة من خلق حسن)) (24)

"قیامت کے دن مومن کی ترازو میں حسن اخلاق سے بھاری کوئی چیز نہیں ہوگی۔"

اگر آپ نے اپنی اولاد اور شاگردوں کے حق میں اخلاقی پہلو سے کوتاہی کی تو یاد رکھیے، جن کی تربیت کا آپ پر حق ہے، وہ آزادی، بے راہ روی اور بے حیائی میں نشو نما پائیں گے۔ پھر وہ امن کے لیے خطرہ بنیں گے۔ معاشرے میں بگاڑ پیدا کرنے کا سبب بنیں گے اور قوم کے افراد ان کی معاشرتی برائیوں سے پناہ مانگیں گے۔ اس لیے اپنی اولاد کی پوری طرح نگرانی کیجیے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تربیت کی جو ذمہ داری سونپی ہے، اس کو پورا کیجیے۔ اگر آپ نے صحیح طور پر یہ امانت ادا کر دی تو اپنے بچوں کو گھر میں خوشبودار مہکتے پھول کی طرح پائیں گے۔ معاشرے میں وہ ایسے فرد نظر آئیں گے جو پر سکون اور آرام سے زمین پر چلتے ہوں گے۔

جسمانی صحت و قوت کا بھی خیال رکھا جائے:

اسلام نے جو بڑی ذمہ داریاں والدین اور تربیت کرنے والوں کو سونپی ہیں ان میں سے ایک جسمانی تربیت بھی ہے تاکہ بچے بہترین جسمانی قوت، چستی اور تندرستی کے مالک ہوں۔ اس بارے میں جو پہلی چیز ہے، وہ بال بچوں پر خرچ کرنا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((دینا ر انفقته فی سبیل الله ، و دینا را نفقته فی رقبة ، و دینا ر تصد قت به علی مسکین ، و دینا ر انفقته علی اهلک ، ا عظمها اجراً انفقته علی ا هلک)) (25)

"ایک دینار وہ ہے جس کو تم نے اللہ کے راستے میں خرچ کیا، ایک دینار وہ ہے جس کو تم نے کسی غلام کو آزاد کرنے پر خرچ کیا، ایک دینار وہ ہے جس کو تم نے کسی مسکین پر صدقہ کیا اور ایک دینار وہ ہے جس کو اپنے گھر والوں پر خرچ کیا، ان میں سب سے زیادہ اجر و ثواب والا دینار وہ ہے جس کو تم نے اپنے گھر والوں پر خرچ کیا۔"

جس طرح ماں باپ کو اہل و عیال پر خرچ کرنے کا ثواب ملتا ہے، اسی طرح اگر وہ ان پر تنگی کریں، خرچ نہ کریں تو انہیں گناہ بھی ہو گا سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((كفىٰ با لمرء اثماءً ، ان يحبس ، عمّن يملك قوته)) [26]

"انسان کے گناہ گار ہونے کے لیے اتنی ہی بات کافی ہے کہ وہ ان لوگوں پر خرچ کرنے سے رک جائے جن کے خرچ کا وہ مالک ہے۔"

اہل و عیال پر خرچ کرنے میں یہ بھی شامل ہے کہ آدمی اپنے بیوی بچوں کے لیے صحیح غذا، قابل رہائش مکان اور قابل استعمال لباس مہیا کرے۔ اس کے علاوہ کھانے پینے اور سونے میں طبعی قواعد اور حفظان صحت کے اصولوں پیش نظر رکھے۔ کھانے کے بارے میں نبی کریم ﷺ کی راہنمائی یہ ہے کہ پیٹ بھر کر کھانے سے بچا جائے، ضرورت سے زیادہ کھانے پینے سے آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ سیدنا معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((ما ملا ادميّ وعاءً ء شرامن بطن ، بحسب ابن آدم اكلا ت يقمن صلبه ، فا نّ كا ن لا محا لة فثلث لطعامه و ثلث لشر ابه و ثلث لنفسه)) [27]

"کسی آدمی نے (اپنے) پیٹ سے زیادہ برا برتن نہیں بھرا۔ ابن آدم کے لیے وہ چند لقمے کافی ہیں جو اس کی کمر سیدھی رکھ سکیں۔ پس اگر انسان زیادہ کھانا ہی چاہے تو یہ کرے کہ ایک تہائی حصہ کھانے کے لیے رکھے، ایک تہائی پانی کے لیے اور ایک تہائی حصہ سانس لینے کے لیے (خالی رکھے)۔"

اسی طرح بچوں کو سونے کے آداب سے آگاہ کیا جائے اور انہیں حالت طہارت میں سونے کا عادی بنایا جائے۔ انہیں تلقین کی جائے کہ وہ دائیں پہلو پر لیٹیں اور دعا پڑھنے کے بعد آغوش نیند میں جائیں۔ نبی کریم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کو ایسے ہی سونے کا حکم دیتے تھے، چنانچہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم اپنے بستر پر آؤ تو پہلے وضو کرو پھر اپنی دائیں کروٹ لیٹ جاؤ اور یہ دعا پڑھو:

((اللھم انّی اسلمت وجھی الیک ، وفوضت امری الیک ، والجات ظھری الیک ، امنت بکتابک الذی انزلت ، وبنبّیک الّذی ارسلت)) [28]

"اے اللہ! میں نے اپنا چہرہ تیری طرف پھیر دیا، اور اپنا معاملہ تیرے سپرد کر دیا اور اپنی پشت تیری طرف جھکادی، تجھ سے امید اور رغبت رکھتے ہوئے اور تجھ سے ڈرتے ہوئے۔ تیرے سوا کوئی پناہ گاہ ہے اور نہ کوئی نجات کی جگہ۔ میں ایمان لائی اس کتاب پر جس کو تو نے نازل کیا، اور اس نبی پر جسے تو نے بھیجا۔"

جہادی تربیت:

بچوں کو تیر اندازی، نیزہ بازی، تلوار چلانا اور گھوڑ سواری سکھانا چاہیے اور آج کے دور کے مطابق بھی انہیں تربیت دینی چاہیے کیونکہ قرآن مجید نے کافروں کے خلاف حسب استطاعت قوت کی تیاری کا حکم دیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(واعدّوا لھم مّا استطعتم من قوّۃ) [29]

"اور تم ان کے مقابلے کے لیے اپنی طاقت بھر قوت کی تیاری کرو۔"

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((المؤمن القوی خیر واحب الی اللہ من المؤمن الضّعیف)) [30]

"طاقت ور مومن بہتر اور اللہ کو زیادہ محبوب ہے، اس مومن کی نسبت جو کمزور ہو۔"

ان سب باتوں کے ساتھ ساتھ ان کی دینی اور عقلی تربیت بھی ضروری ہے۔ دین اسلام نے تعلیم کو لازمی اور ضروری بنایا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم)) [31]

"علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔"

یہ حکم مردوں اور عورتوں دونوں کو ہے۔ نبی کریم ﷺ کے اس حکم کی تعمیل میں تاریخ کے ہر دور میں مسلمانوں نے اپنے بچوں کو بنیادی علوم وفنون کی تعلیم دینے کی بہت کوشش کی۔ اسلام میں لڑکیوں کی تعلیم وتربیت بھی لازمی قرار دی گئی ہے سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((لا یکون لاحد ثلاث بنات ، اوثلاث اخوات فیحسن الیھنّ الّا دخل الجنۃ)) [32]

"جس کی تین لڑکیاں یا تین بہنیں ہوں اور وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے، تو اسے جنت ملے گی۔"

رسول اللہ ﷺ عورتوں کے لیے کچھ دن مخصوص فرمایا کرتے تھے۔ ان دنوں میں آپ ﷺ ان کو وہ باتیں سکھاتے تھے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتائی تھیں۔

بچوں کی غلطیوں کی اصلاح:

اگر بچے سے کوئی غلطی ہو جائے تو اس سلسلے میں اسلام نے بچے کی اصلاح نہایت مشفقانہ انداز میں کرنے کی ترغیب دی ہے۔ اور علاج کا صحیح طریقہ بھی یہی ہے کہ نرمی اور پیار سے اسے اس کی غلطی پر تنبیہ کریں۔ مضبوط دلائل سے اسے یہ سمجھائیں کہ اس سے جو غلطی سرزد ہوئی ہے، اسے کوئی بھی عقل مند انسان پسند نہیں کرتا۔ اس طرح وہ سمجھ جائے تو ٹھیک ورنہ پھر اسے نرم انداز میں سزا دی جائے۔ اس کی ایک نادر مثال یہ ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دیہاتی نے مسجد میں پیشاب کر دیا۔ لوگ اسے روکنے کے لیے دوڑے، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا:

((دعوہ و اھریقوا علی بولہ ذنوباً من ماء او سجلاً من ماء ، فانّما بعثتم میسرین ولم تبعثوا معسّرین)) (33)

"اسے چھوڑ دو اور پیشاب پر پانی کا ایک ڈول بہا دو، اس لیے کہ تمہیں آسانی پیدا کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے، نہ کہ مشکلات اور سختی پیدا کرنے کے لیے۔"

اسلام نے بچوں کے سلسلے میں والدین اور تعلیم دینے والوں پر ایک نہایت عظیم ذمہ داری ڈالی ہے۔ وہ یہ کہ بچوں کو بچپن اور شروع ہی سے فکری اور زہنی طور پر تیار کیا جائے۔ فکری تربیت کا مقصد یہ ہے کہ ان میں ان چیزوں کا ربط اور تعلق ہو۔ یعنی اسلام کے ساتھ دین اور حکومت کے اعتبار سے، قرآن کریم کے ساتھ نظام اور قانون کے اعتبار سے اور اسلامی تاریخ کے ساتھ عزت اور عظمت کے لحاظ سے اور اسلامی دعوت کے ساتھ نہایت جرات مندانہ ربط اور لگاؤ کا جذبہ ہو۔ ہمارے آباء واجداد کو اسلام نے طاقت اور عزت بخشی تھی اس لیے کہ انہوں نے قرآن کریم اور اس کے احکام کو کلی طور پر اپنایا تھا۔ اسلام کے دشمن سازشوں کے جو جال بچھاتے ہیں، ان سے ان کو آگاہ کیا جائے۔ اسلام کی تہذیب اور تمدن کو کھول کھول کر ان کے سامنے بیان کیا جائے۔ اور انہیں باور کرایا جائے کہ ہماری پہچان تاریخ میں نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے ذریعے سے ہے۔ مسلمانوں کی عظیم الشان فتوحات اور تاریخ اسلام کے روشن ابواب سے انہیں روشناس کرایا جائے۔ اور غیروں کی نقالی سے بچنے کی تلقین کی جائے اور عملاً ایسی رسموں سے بچا جائے اور بچوں کے ذہنوں میں غلط رسموں کی تباہ کاری وہولناکی کا تصور راسخ کیا جائے جیسے پیدائش کی سالگرہ کی رسم، شادی سالگرہ کی رسم، اسی طرح شادی بیاہ کی فضول اور غیر اسلامی رسمیں ہیں۔ اپنی اولاد کو

ان سے بچانے کے لیے ضروری ہے کہ بڑے ان تمام رسومات سے اجتناب کریں۔ بچے اور خواتین ان پر اصرار کریں تو ان کو سمجھائیں اور پوری سختی سے ان باتوں کو رد کر دیں۔

بغض اور حسد سے بچایا جائے:

بچے کو بغض اور حسد کی بیماری سے بچانے کی بھی اشد ضرورت ہے۔ والدین اور اساتذہ اگر بچوں کی اس بیماری کا علاج نہیں کریں گے تو لازمی طور پر اس کے بدترین اور خطرناک نتائج نکلیں گے۔ حسد کی خطرناکیوں سے نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کو ڈرایا ہے جیسا کہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لا تبا غضو ا و لا تحا سدوا ولا تد ابروا، و كونوا عباد الله اخوانا)) (34)

"ایک دوسرے سے بغض مت رکھو، ایک دوسرے سے حسد مت کرو اور ایک دوسرے سے دشمنی مت رکھو اور اللہ کے بندو بھائی بھائی بن جاؤ۔"

بچوں میں تحمل مزاجی، بردباری اور غصے کو برداشت کرنا سکھایا جائے۔ تربیت کے ذریعے غصے پر قابو پانے کے قابل بنایا جائے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کو مخاطب کر کے فرمایا:

((فما تعدّون الصرعة فيكم ؟ قال : قلنا الّذ ى لا يصرعه الر جا ل
قال : ليس بذالک ، ولكنه الّذى يملک نفسه عند الغضب)) (35)

"تم اپنے میں پہلوان کسے کہتے ہو؟ صحابہ کرام نے عرض کیا: جسے لوگ پچھاڑ نہ سکیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں پہلوان وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھے۔"

حیا کی اہمیت و فضیلت سے آگاہ کیا جائے:

حیا ایک ایسا وصف ہے جسے بچوں میں پیدا کرنے کی سخت ضرورت ہے۔ یہ ایک ایسی عادت ہے جو انسان کو برائیوں کے چھوڑنے پر ابھارتی ہے۔ ہر حق دار کو اس کا حق دینے پر مجبور کرتی ہے۔ اس لیے حیا ہر طرح سے خیر ہی خیر ہے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((ما كان الفحش فى شى ء الا شا نه ، و ما كا ن الحيا ء فى شىء الا زانه)) (36)

"فحاشی اور بے حیائی جس چیز میں بھی ہوتی ہے اسے عیب دار بنا دیتی ہے اور حیا جس چیز میں بھی ہوتی ہے، اسے مزین اور آراستہ کر دیتی ہے۔"

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((الحیا ء من الا یما ن)) (37)

"حیا ایمان کی ایک شاخ ہے۔"

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((انّ لکل دین خلقاً ، و خلق الا سلا م الحیا ء)) (38)

"ہر دین کی ایک عادت، ایک مزاج اور ایک خاص امتیاز ہوا کرتا ہے، اور اسلام کا خاص امتیاز حیا ہے۔"

خلاصہ بحث:

بچوں کی نفسیاتی تربیت کی طرف بھی توجہ دی جائے۔ جب بچہ عقل مند اور ہوشیار ہو جائے تو اسی وقت اسے جرات، بے باکی، صداقت و شجاعت اور بہادری کی تربیت دی جائے۔ اسے کامل اور مکمل ہونے کا شعور دیا جائے۔ وہ دوسروں کے لیے خیر اور بھلائی پسند کرے، غصے پر قابو رکھے مطلب یہ کہ اسے نفسیاتی اور اخلاقی فضائل اور کمالات سے آراستہ ہونے کی تربیت دی جائے۔ اسلام میں جن چیزوں سے روکا گیا ہے، ان سے بچے کو دور رکھنے کی کوشش کی جائے۔ جب بچپن ہی سے اس کا یہ رجحان بن جائے گا تو وہ اسلام کے علاوہ کسی دین اور مذہب کی طرف متوجہ نہیں ہو گا۔

موجودہ دور میں بچوں، بڑوں، جوانوں اور بلوغت میں پہنچنے والے لڑکوں میں چند نہایت خطرناک عادات نظر آتی ہیں۔ یہ عادات تباہ کن ہیں۔ ہر ممکن طریقے سے بچوں کو ان عادات سے بچنا چاہیے، جیسے سگریٹ نوشی، منشیات اور نشہ آور چیزوں کا استعمال، زنا اور اغلام بازی یہ وہ خوفناک اور خطرناک عادات ہیں جو انسان کو ختم کر کے رکھ دیتی ہیں۔ اور معاشرے میں انسان عضو معطل بن کر رہ جاتا ہے، مالی نقصانات کے ساتھ ساتھ جسمانی نقصان اس قدر ہے کہ انسان زندہ لاش اور معاشرے میں ناپسندیدہ بن جاتا ہے۔

ان تمام خطرناک بیماریوں اور عادات سے نجات کے لیے ضروری ہے کہ بچوں کو عبادات کا پابند بنایا جائے، بری صحبت سے انہیں ہر حال میں بچایا جائے۔ ایسے بچوں کو اللہ کے خوف سے روشناس کرانا انتہائی ضروری ہے۔ نشہ آور چیزوں کو بھی اسلام واضح طور پر حرام قرار دیتا ہے۔ زنا اور اغلام بازی سے بچوں کو آتشک اور سوزاک کی ہولناک بیماری لگ سکتی ہے۔ یہ اس قدر ہولناک بیماریاں ہیں کہ انسان خود کو زندہ درگور محسوس کرتا ہے۔ پھر ان عادات سے چھوت کے امراض بھی لاحق ہو جاتے ہیں۔ دور حاضر کا خوفناک ترین مرض ایڈز بھی انھی عادات سے پیدا ہوتا

ہے۔ زنا اور اغلام بازی کی قرآن وحدیث میں بڑی مذمت کی گئی ہے۔ شریعت نے ان جرائم کی سزائیں بھی مقرر کر رکھی ہیں۔

اساتذہ کو چاہیے کہ بچوں کو شرمیلے پن سے بچائیں، خوف ودہشت، احساس کمتری، حسد وبغض اور غیظ وغضب کی بیما ری ان میں پیدا نہ ہونے دیں۔

حوالہ جات

1۔ ابو عیسیٰ الترمذی، جامع الترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی رحمۃ الصبیان، حدیث:1919ء، دار ابن بشیر، 2018ء۔

Abu Esa, Al Tirmazi, jamy Al Tirmazi, kitab Al Bir wa Al Silah , Hadith#:1919,Dar Ibn. Basher , 2018.

2۔ سورۃ الانعام، آیت:151۔

Sorat Al Inaam ,Ayat : 151.

3۔ محمد بن اسماعیل، ابو عبداللہ، البخاری، صحیح بخاری، کتاب الادب، باب رحمۃ الولد وتقبیلہ ومعانقتہ، حدیث:5997، دار الغد، 2016ء۔

Muhammad Bin Ismail, Abu Abdullah, Al.Bukhari,Sahih Bukhari,kitab, Al.Adab,Hadith # :5997, Dar Al.Ghad ,2016 .

4۔ محمد بن اسماعیل، ابو عبداللہ، البخاری صحیح بخاری، کتاب الادب، باب رحمۃ الولد وتقبیلہ ومعانقتہ، حدیث:5998، دار الغد، 2016ء۔

Muhammad Bin Imail , Abu Abdullah,Al.Bukhari ,Sahih Bukhari,kitab Al Adab, Hadith # :5998, Dar Al Ghad ,2016.

5۔ محمد بن اسماعیل، ابو عبداللہ، البخاری، صحیح بخاری، کتاب الشھادات، باب لایشھد علی شھادۃ جور اذا اشھد، حدیث:2650، دار طوق النجاۃ، 1422ھ۔

Muhammad Bin Ismail , Abu Abdullah,Al,Bukhari,Sahih Bukhari, kitab Al.Shahadat,Hadith # :2650, Dar Tawq al.Najah, 1422H.

6۔ امام احمد بن حنبل، مسند احمد، المکتبۃ الامام البخاری، 1990ء:4/275۔

Imam Ahmad bin Hunbal. Masnad Ahmad ,Al. Maktibah Al.Imam Al.Bukhari, 1990 :4/275.

7۔ محمد بن اسماعیل، ابو عبداللہ، البخاری، صحیح البخاری، کتاب الھبۃ وفضلھا والتحریض علیھا، باب الھبۃ للولد، حدیث:2586، دار طوق النجاۃ، 1422ھ۔

Muhammad bin Ismail, Abu Abdullah, Al. Bukhari, Sahih Bukhari, kitab Al.Hibah, Hadith#:2586, Dar Al.Tawq al.Najah, 1422H.

8۔ امام احمد بن حنبل مسند احمد، المکتبۃ الامام البخاری، 1990ء:2/279۔

Imam Ahmad bin Hunbal , Masnad Ahmad , Al.Maktibah Al.Imam Al.Bukhari ,1990 : 2/279 .

9۔ابن ماجہ، ابو عبد اللہ، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، المقدمۃ، باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم، حدیث:224، دار الامام مسلم ،2001ء۔

Ibn Majah, Abu Abdullah,Muhammad bin yazeed,Sunan ibn Majah, Al.muqaddmah ,Hadith#:224,Dar Al.Imam Muslam,2001.

10۔سورۃ التحریم، آیت:8

Surah Al-Tehreem:8

11۔ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، الصلاۃ، باب متی یؤمر الغلام بالصلاۃ، حدیث:495، المکتبۃ النصحیۃ، 2019ء۔

Abu Da'ud Sulaiman Bin Al.Ash'ath, Sunan Abi Da'ud, Al.Salat, Hadith#:495, Al.maktibah Al.Nasiah. 2019.

12۔مسلم بن الحجاج، ابو الحسن القشیری، صحیح مسلم، کتاب الادب، باب النھی عن التکنی بابی القاسم، وبیان مایستحب من الاسماء، حدیث: 2132، دار الکتب العلمیۃ، 2002ء۔

Muslim Bin Al.Hajjaj, Abu Al.Hassan Al.Qasheri,Sahih Muslim, kitab al. Adab, Hadith #:2132,Dar Al. kutab Al. ilmiah, 2002.

13۔مسلم بن الحجاج، ابو الحسن القشیری، صحیح مسلم، الفضائل، باب رحمتہ ﷺ الصبیان والعیال وتواضعہ۔۔، حدیث:2315، دار احیاء التراث العربی، 1424ھ۔

Muslim Bin Al.Hajjaj, Abu Al.Hassan Al.Qasheri, Sahih Muslim, kitab Al.Fazail, Hadith#:2315, Dar Ahya Al.Turas Al.Arbi, 1424H.

14۔ابن ماجہ، ابو عبد اللہ محمد بن یزید، القزوینی، سنن ابن ماجہ، الدعاء، باب دعوۃ الوالد ودعوۃ المظلوم، حدیث:3862، داراحیاء الکتب العربیۃ، 1426ھ۔

Ibn Majah,Abu Abdullah Muhammad Bin Yazeed,Al.Qazveni, Sunan Ibn Majah ,Al.Dua Hadith#: 3862, Dar Ahya Al.kutab Al.Arbia,1426H.

15۔محمد بن اسماعیل، ابو عبد اللہ، البخاری، صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب ما قیل فی اولاد المشرکین، حدیث:1385، دار طوق النجاۃ، 1422ھ۔

Muhammad Bin Ismail ,Abu Abdullah,Al.Bukhari,Sahih Al.Bukhari, kitab Al.Janaaiz, Hadith#:1385,Dar Tawq Al.Najah,1422H.

16۔محمد بن اسماعیل، ابو عبد اللہ، البخاری، صحیح البخاری کتاب، الادب، باب مایجوز من اغتیاب اھل الفساد والریب، حدیث:6054، دار الغد، 2016ء۔

Muhammad Bin Ismail, Abu Abdullah, Al.Bukhari, Sahih Al.Bukhari, kitab Al.Adab, Hadith#:6054, Dar Al.Ghad, 2016.

17۔ابو عیسیٰ الترمذی، جامع الترمذی، صفۃ القیامۃ، باب حدیث حنظلہ، حدیث:2516، دار ابن بشیر، 2018ء۔

Abu Esa Al.Tarmizi, Jamy Al.Tarmizi, Sifah Al.Qiyamah ,Hadith#:2516,Dar Ibn Basher,2018.

18۔محمد بن اسماعیل، ابو عبد اللہ، البخاری، صحیح البخاری، کتاب المظالم، باب اذا خصم فجر، حدیث:2459، دار طوق النجاۃ، 1422ھ۔

Muhammad Bin Ismail,Abu Abdullah, Al.Bukhari, Sahih Al.Bukhari, kitab Al.Mazalim, Hadith#:2459, Dar Tawq Al.Najah ,1422H.

19۔ مسلم بن الحجاج، ابو الحسن القشیری، صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان غلظ تحریم اسبال الازار۔۔ حدیث:107، دار احیاء التراث، 1424ھ۔

Muslim Bin Al.Hajjaj , Abu Al.Hassan Al.Qasheri, Sahih Muslim , kitab Al.Eman, Hadith#:107, Dar Ahya Al.Turas , 1424H .

20۔ مسلم بن الحجاج، ابو الحسن القشیری، صحیح مسلم، کتاب البر و الصلۃ، باب قبح الکذب و حسن الصدق و فضلہ، حدیث:2607، دار احیاء التراث، 1424ھ۔

Muslim Bin Al.Hajjaj,Abu Al.Hassan Al.Qashri, Sahih Muslim ,kitab Al.Bir wa Al.Silah ,Hadith#: 2607, Dar Ahya Al.Turas, 1424H.

21۔ ابو عیسیٰ الترمذی، جامع الترمذی، البر و الصلۃ، باب ماجاء فی اللعنۃ، حدیث:1977، دار احیاء الکتب العربیۃ، 1426ھ۔

Abu Esa al.Tarmazi ,Jamy Al.Tarmazi, Al.Bir wa Al.Silah , Hadith#:1977 ,Dar Ahya Al.Kutab Al.Arbia , 1426H.

22۔ محمد بن اسماعیل، ابو عبد اللہ، البخاری، صحیح بخاری، کتاب البیوع، باب فی العطار و بیع المسک، حدیث:2101، دار طوق النجاۃ، 1422ھ۔

Muhammad Bin Ismail , Abu Abdullah, Al.Bukhari, Sahih Bukhari , kitab Al.Bayou , Hadith #:2101, Dar Tawq Al.Najah ,1422H .

23۔ امام، مالک بن انس، موطاء امام مالک، کتاب حسن الخلق، حدیث:8، تنظیم المدارس، 2014ء۔

Imam , Malak Bin Anas, Mouta Imam Malak , kitab Hussan Al.Khalaq , Hadith #:08 ,Tanzeem Al.Madaras, 2014.

24۔ ابو عیسیٰ الترمذی، جامع الترمذی، البر و الصلۃ، باب ماجاء فی حسن الخلق، حدیث:2002، دار ابن بشیر، 2018ء۔

Abu Esa Al.Tarmazi, Jamy Al.Tarmazi , Al.Bir wa Al.Silah , Hadith#:2002 , Dar Ibn.Basher, 2018.

25۔ مسلم بن الحجاج، ابو الحسن القشیری، صحیح مسلم، کتاب الزکوۃ، باب فضل النفقۃ علی العیال۔۔، حدیث:995، دار احیاء التراث، 1424ھ۔

Muslim Bin Al.Hajjaj, Abu Al.Hassan Al.Qasheri, Sahih Muslim , kitab Al.Zakah, Hadith#:995. Dar Ahya Al.Turas , 1424H .

26۔ مسلم بن الحجاج، ابو الحسن القشیری، صحیح مسلم، کتاب الزکوۃ، باب فضل النفقۃ علی العیال۔۔، حدیث:996 دار احیاء التراث، 1424ھ۔

Muslim Bin Al.Hajjaj , Abu Al.Hassan Al.Qasheri, Sahih Muslim , kitab Al.Zakah ,Hadith#:996, Dar Ahya Al.Turas , 1424H.

27۔ ابو عیسیٰ الترمذی، جامع الترمذی، الزھد، باب ماجاء فی کراھیۃ کثرۃ الاکل، حدیث:2380، دار ابن بشیر، 2018ء۔

Abu Esa Al.Tarmazi , Jamy Al.Tarmazi, Al.Zuhad , Hadith#:2380 ,Dar Ibn.Basher, 2018.

28۔ مسلم بن الحجاج، ابو الحسن القشیری، صحیح مسلم، الذکر و الدعاء، باب الدعاء عند النوم، حدیث:2710، دار الکتب العلمیۃ، 2002ء۔

Muslim Bin Al.Hajja, Abu Al.Hassan Al.Qashri , Sahih muslim, kitab Al.Zikr wa Al.Dua, Hadith#:2710 , Dar Al.Kutab Al.Ilmia, 2002 .

29۔ سورۃ الانفال، آیت:60۔

Surah Al.Anfal , Ayat : 60 .

30۔ مسلم بن الحجاج، ابو الحسن القشیری، صحیح مسلم، القدر، باب الایمان بالقدر والاذعان لہ، حدیث:2664، دار احیاء التراث العربی، 1424ھ۔

Muslim Bin Al.Hajjaj , Abu Al.Hassan Al.Qasheri, Sahih Muslim,kitab Al.Qadar ,Hadith #:2664, Dar Ahya Al.Turas Al.Arbi , 1424 H .

31۔ ابن ماجہ القزوینی، سنن ابن ماجہ، المقدمۃ، باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم، حدیث:224، دار الرسالۃ العالمیۃ، 2009ء۔

Ibn Majah Al.Qazveni , Sunan Ibn Majah , Al.Muqaddmah , Hadith #:224, Dar Al.Risalah Al.Ilmia , 2009 .

32۔ جامع ترمذی:3/399، حدیث:1919، دار الفکر بیروت، 2014ء۔

Jamy Tarmazi : 3 / 399,Hadith : 1919 , Dar Al.Fikar Bairot , 2014 .

33۔ محمد بن اسماعیل، ابو عبد اللہ، البخاری، صحیح البخاری، کتاب الادب، باب قول النبی ﷺ: یسروا ولا تعسروا، حدیث:6128، دار الغد، 2016ء

Muhammad Bin Ismail , Abu Abdullah, Al.Bukhari,Sahih Bukhari, kitab Al.Adab, Hadith#:6128 , Dar Al.Ghad , 2016 .

34۔ مسلم بن الحجاج، ابو الحسن القشیری، صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب تحریم التحاسد والتباغض والتدابر، حدیث:2559، دار احیاء التراث العربی۔ بیروت، 1424ھ۔

Muslim Bin Al.Hajjaj, Abu Al.Hassan Al.Qasheri, Sahih muslim,kitab Al.Bir wa Al.Silah, Hadith#: 2559, Dar Ahya Al.Turas Al.Arbi . Beirot , 1424 H.

35۔ مسلم بن الحجاج، ابو الحسن القشیری، صحیح مسلم کتاب، البر والصلۃ، باب فضل من یملک نفسہ عند الغضب۔۔، حدیث:2608، دار احیاء التراث العربی۔ بیروت، 1424ھ۔

Muslim bin Al.Hajjaj , Abu Al.Hassan Al. Qasheri, Sahih Muslim , kitab Al.Bir wa Al.Silah, Hadith #: 2608, Dar Ahya Al.Turas Al.Arbi. Bairot , 1424H .

36۔ ابو عیسیٰ الترمذی، جامع الترمذی، البر والصلۃ، باب ماجاء فی الفحش، حدیث:1974، دار ابن بشیر، 2018ء۔

Abu Esa Al.Tarmazi , Jamy Al.Tarmazi , al.Bir wa Al.Silah , Hadith#:1974, Dar Ibn. Basher,2018.

37۔ محمد بن اسماعیل، ابو عبد اللہ، البخاری، صحیح بخاری، کتاب الادب، باب الحیاء، حدیث:6118، دار الغد، 2016ء۔

Muhammad Bin Ismail, Abu Abdullah, Al.Bukhari,Sahih Bukhari, kitab Al.Adab, Hadith#:6118, Dar Al.Ghad , 2016.

38۔ ابن ماجہ القزوینی، سنن ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب الحیاء، حدیث:4181، دار الامام مسلم، 2001ء۔

Ibn Majah Al.Qazveni , Sunan Ibn Majah , kitab Al.Zuhad , Hadith #:4181, Dar Al.Imam Muslim, 2001 .